ماخذ تحقیقی مجلہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-20

OPEN ACCESS

CC BY NC

**ڈاکٹر محمد آصف**

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، بہالدین زکریا یونیورسٹی ملتان ۔

**ڈاکٹر محمد اشرف**

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ گریجوایٹ کالج ملتان ۔

# ”اسلام بہ حیثیت اخلاقی وسیاسی نصب العین“، ”ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر“، ” شذراتِ فکرِ اقبال: “مشترک نکات کا مطالعہ

**Dr .Muhammad Asif***
Associate Professor, Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University, Multan.
**Dr. Muhammad Ashraf**
Assistant Professor Urdu, Govt. Wilayat Hussain Islamia Graduate College, Multan.

***Corresponding Author:** asif475@hotmail.com

# Islam as a Moral and Political Ideal, Muslim Community: A Social Study, Stray Reflections: A Critical Study of Common Aspects

This article examines the common themes found in three of Iqbal's works: (i) Islam as a Moral and Political Ideal (1909), (ii) Muslim Community: A Social Study (1910) and his Diary Entries in(iii) Stray Reflections (1910). A study of these writings not only reveals Iqbal's core concerns and intellectual orientation but also highlights the thematic intersections among them. Fundamentally, these texts demonstrate that Iqbal directed his intellectual focus toward the revival of the Muslim Ummah and the advancement of the concept of Islamic nationhood. Key ideas that emerge across the three works include: the reconstruction of the Muslim individual and society, the rearticulation of Islamic theology (Ilm al-Kalam) and jurisprudence

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-20

(Fiqah), the development of a dynamic and historically grounded framework for teaching the Prophet's life in Muslim educational institutions, and the reformation of Muslim character in accordance with the demands of the modern age—all in pursuit of the "man of tomorrow" who would give concrete form to Iqbal's envisioned ideal society. These are the central themes that permeate all three writings.

**Key Words:** *Iqbal, Islam as a Moral and Political Ideal , Revival of the Muslim Ummah, Islamic Nationhood, Stray Reflections ,Reconstruction of the Muslim Individual and Society.*

اقبال یورپ میں ایک عظیم الشان فکری وذہنی انقلاب سے دوچار ہوئے اوراس کے تحت ان کی فکر کے زاویے وطنی قومیت سے عالمگیر ملت، وحدت الوجود سے حقیقی اسلامی تصوف کی طرف جڑ گئے۔ انہوں نے اسی دور میں شعر گوئی کی غایت حدود وتعین مقاصد کیا۔یعنی شعر کو اصلاح واحیائے امت کا وسیلہ بنانا چاہااور یہ کہ رسول پاکؐ سے عقیدت ہی اصل ایمان ہے اس انداز نظر سے سوچنا شروع کیا۔ ۱۹۰۹ء کے بعد کے ادوار میں انہیں موضوعات یعنی معاشرے کی تعمیر نو اوراس کے لیے انسان کامل کی تلاش، عشقِ رسول، خودی، ملتِ اسلامی، ایمان وعمل کی وحدت، مسلم فقہ کی از سر نو تدوین، مسلم تعلیمی اداروں میں مسلم سیرت کا ڈھانچہ، سیاسی معاشی اور فکری آزادی ، اسلامی جمہوریت ۔۔۔۔ وغیرہ کو تفصیل سے پیش کیا۔ان تمام موضوعات کا بنیادی محور احیائے ملت اور قومیت اسلام کے تصور کی پیش رفت تھا۔۱۹۰۸ء میں ان کا ایک انگریزی مضمون بعنوان اردو "اسلام بحیثیت ایک اخلاقی اور سیاسی نصب العین "ہندوستان ریویو"میں شائع ہوا۔[۱]

اس مضمون میں اقبال بدھ مت، عیسائیت اور زرتشتی مذاہب کے نصب العین کا مطالعہ کرتے ہوئے اسلام کے نصب العین کا ذکر کرتے ہیں کہ اسلام کا مقصد انسان کے اندر اس کی شخصیت کا احساس پیدا کرنا ہے تا کہ وہ خود کو قوت کا سرچشمہ محسوس کرنے لگے۔ ہر وہ شے جو انسان کی انفرادیت اور خودی کو قوی کرے، وہ نیکی ہے جو اسے کمزور کرے، بدی ہے۔ گویا اسلام میں قوت ایک نیکی ہے اور کمزوری بدی ہے۔مثلاً ترکِ دنیا، افلاس وغیرہ۔ اگرا نسان کی عزت اس کی ذاتی شخصیت کی بناء پر ہونے لگے اور بغیر خوف کے اسے کائنات میں حرکت وعمل کی اجازت ہو وہ بھی دیگر شخصیات کی عزت کرکے اور مکمل طور پر نیکی کا مظہر بن جائے گا۔ اسلام میں انسانی انفرادیت ،احترامِ آدمیت یا آزادی ہی ایسا قانون ہے جس کو سمجھے بغیر اس کے اخلاقی اور قانونی پہلوؤں کو سمجھا نہیں جاسکتا۔ زمانہ قدیم میں اقتصادی شعور کا تعلق جبر بالفاظ دیگر غلامی سے تھا جو شخصیت کی مجروح کرنے کا بدترین عنصر ہے لیکن آنحضورؐ نے معاشی مساوات کا اعلان کیا۔معاشرتی تقاضوں کے پیش نظر اگرچہ نام کی غلامی جاری رہی۔مگر اس کے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-20



بھی حقوق متعین کر کے آپ نے شخصی آزادی، احترام آدمیت اوراپنی نظر میں انسان کی قدر و قیمت کی اہمیت۔ غیرت اورآزادی کی روح پیدا کی۔ کیونکہ مضبوط جسم ہی میں مضبوط قوت ارادی و شخصیت اسلام کا اخلاقی نصب العین ہے۔ پھر برصغیر کے ہندوستانی مسلمان پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ معاشرتی نظام کی بقاء کی ضامن افراد کا اجتماعی کردار ہے۔ یہ قوت و کردار ہندوستان کے مسلم فرد سے دور ہو چکی ہے۔

پھر لکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں تعلیم یافتہ طبقہ سرکاری ملازمت کا محتاج ہے غرباء نادار و مفلس ہیں۔ متوسط طبقہ عدم اعتماد کے سبب مشتر کہ سرمائے سے معاشی کاروبار میں دلچسپی لینے سے قاصر ہے۔ گویا معاشی محتاجی نے اس شعبہ ءحیات میں انفرادی انا کو ختم کر دیا ہے۔ معاشی محتاجی تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔ قومی مفاد کا تصور ختم ہو چکا ہے۔ تعلیمی نظام کے متعلق رائے ظاہر کرتے ہیں کہ یہ نظام کردار کی ایک غیر مسلم قسم پیدا کرتا ہے۔ اپنے ماضی اورروایات سے الگ تھلگ کرتا ہے ایسے تعلیمی نظام کی ضرورت ہے جو مسلمانوں کو ان کی معاشرتی اور تاریخی روایات سے وابستہ کرے اور خالصتاً اسلامی کردار پیدا کرے۔ سیاسی نصب العین کے تحت اسلام کے تصور ملی کی وضاحت کرتے ہیں اسلام میں مذہب وملت ایک دوسرے سے جدا نہیں کیے جاسکتے۔ اسلام میں قومیت کی بنیاد علاقائی وطینت پر نہیں بلکہ نظریہ توحید پر استوار ہے اس قومیت یا ملت کے دو اصول ہیں اقتدارِ اعلیٰ۔ ذات خداوندی یا قانونی الٰہی کی حاکمیت اور مساوات صحیح جمہوریت کا قیام اسلام کا نصب العین ہے۔ اتحاد اس کا اولین مقصد ہے۔ برابری کے اصول ہی نے اتحاد کے ذریعے مسلمانوں کو عظیم ترین سیاسی قوت بنایا۔ ہندوستان میں بھی سیاسی اقتدار کا راز یہی مساوات واتحاد تھا۔ مگر اب مذہبی تفرقہ اندازی اورذات پات کا وہ نظام ہے جو ہندوؤں کے زیر اثر آیا ہے اسی لیے طبقاتی امتیازات اور فرقہ بندی کے بت ہمیشہ کے پاش پاش کر دینے کی تلقین کرتے ہیں تا کہ مسلمان ایک بار پھر متحد ہو کر عظیم قوت کے روپ میں سامنے آئیں۔

غرض اس مضمون میں انفرادی شخصیت کے احساس پر جو اسلام کا بنیادی اصول ہے روشنی ڈالی ہے اور ہر شعبہ ہائے حیات تعلیم و معاش اور سیاست میں اپنی انفرادی روایات، آزادی اور جدوجہد پر زور دیا ہے بقول جسٹس جاوید اقبال:

> "آپ کے سامنے ایک شکست خوردہ، بیمار، کمزور اورانتشار پذیر وہ معاشرہ تھا جس کے ارکان منفی اقدار پر بھروسا کرنے کے سبب قنوطیت کا شکار تھے۔ جن کی وجہ سے انہوں نے مدافعانہ رویہ اختیار کر رکھا تھا ظاہر ہے ایسی صورت میں مثبت اقدار کا حاصل

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-20



اور رجائیت سے بھرپور پیغام حیات ہی ان کی بقاء کی ضمانت دے سکتا تھا۔ اقبال کو یہ احساس تھا کہ اسلام کا تصور قوت و شوکت کے بغیر ممکن نہیں۔ اس مضمون میں افکار کے کئی ایسے نقوش بھی موجود ہیں جن کی بنیادوں پر بعد میں اقبال نے اپنے فلسفہ خودی کی عظیم الشان عمارت تعمیر کی۔"(۲)

۱۹۱۰ء ہی میں انہوں نے ڈائری لکھنی شروع کی۔ جس میں وقتاً فوقتاً گزرتے ہوئے خیالات اس میں درج کرتے رہے یہ ڈائری اپریل ۱۹۱۰ء سے شروع ہو کر چندماہ تک وقفوں وقفوں سے لکھی جاتی رہی (۳) یہ ڈائری(Stray Reflections یا شذرات فکر اقبال) بھی اس دور کے اہم خیالات کے نقوش کو بیان کرتی ہے ۔ مثلاً ملت اسلامیہ، وطنیت و قومیت، اسلامی جمہوریت، شخصی آزادی، جہد و عمل، نظامِ تعلیم، حصولِ قوت، معاشی شعور اگرچہ یہ ڈائری جستہ جستہ اقتباسات پر مشتمل ہے لیکن "اسلام کے اخلاقی و سیاسی نصب العین" سے مشابہت صاف محسوس کی جاسکتی ہے چند جستہ جستہ اقتباسات شذرات فکر اقبال سے یہاں پیش کیے جاتے ہیں۔ انا یا شخصیت کے چند ابتدائی نقوش دیکھئے:

" قوی انسان ماحول تخلیق کرتا ہے کمزوروں کو ماحول کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنا پڑتا ہے۔"(۴)

"ضبطِ نفس افراد میں ہو تو خاندانوں کی تعمیر ہوتی ہے۔ قوموں میں ضبطِ نفس ہو تو سلطنتیں قائم ہوتی ہیں۔"(۵)

" شخصیت انسان کا عزیز ترین سرمایہ ہے، لہٰذا اسی کو چیز مطلق قرار دینا چاہیے اور اپنے تمام اعمال کی قدر و قیمت کو اسی معیار پر پرکھنا چاہیے۔ خوب وہ ہے جو شخصیت کے احساس کو بیدار کر دے اور ناخوب وہ ہے جو شخصیت کو دبائے اور بالآخر اسے ختم کر دینے کی طرف مائل ہو۔ اگر ہم وہ طرز زندگی اختیار کریں جس سے شخصیت کو تقویت پہنچے تو دراصل ہم موت کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ موت جس کی ضرب سے ہماری شخصیت کی اندرونی قوتوں کی ترتیب منتشر ہو جاتی ہے پس شخصیت کی بقاء ہمارے اپنے اختیار میں ہے اس کے حصول کے لیے جدوجہد ضروری ہے۔ شخصیت کی بقاء کوئی کیفیت نہیں بلکہ طریقِ عمل ہے میرا خیال ہے کہ روح وبدن کی تفریق نے بہت نقصان پہنچایا ہے کئی مذہبی نظام اسی باطل

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
**Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-20
ماخذ تحقیقی مجلہ

تفریق پر مبنی ہیں انسان اصلاً ایک توانائی ایک قوت یا قوتوں کا ایسا مجموعہ ہے جس کے عناصر کی ترتیب میں اختلاف کی گنجائش ہے ان قوتوں کی ایک مخصوص ترتیب کا نام شخصیت ہے۔ بظاہر اس کی یہی صورت ہے کہ ہم اپنی شخصیت کو کچھ اس طرح تقویت پہنچائیں کہ اس کے قوائے ترکیبی کو اپنے مقرر معمول کے مطابق عمل کرنے میں مدد ملے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ فضیلت کی ان تمام صورتوں سے دست بردار ہو جائیں جو شخصیت کو تحلیل کرنے پہ مائل ہوں۔ مثلاً عجز وانکسار، قناعت، غلامانہ تابعداری وغیرہ۔ ان کے برخلاف بلند حوصلگی، عالی ظرفی، سخاوت اور اپنی قوت وروایات پر جائز فخر ایسی چیزیں ہیں جو شخصیت کے احساس کو مستحکم کرتی ہیں۔"(۶)

وطن پرستی، اتحاد اور ملّیت کے بارے میں ان کے بیانات دیکھیں، وطینیت کی رد میں کہتے ہیں کہ:

"اسلام کا ظہور بت پرستی کے خلاف ایک احتجاج کی حیثیت رکھتا ہے وطینیت بھی بت پرستی کی ایک نازک صورت ہے مختلف قوموں کے وطنی ترانے میرے اسی دعوے کا ثبوت ہیں کہ وطن پرستی ایک مادی شے کی پرستش سے عبارت ہے اسلام کسی صورتیں بت پرستی کو گوارا نہیں کرتا۔ بت پرستی کی تمام اقسام کے خلاف احتجاج کرنا ہمارا نصب العین ہے۔ اسلام جس چیز کو مٹانے کے لیے آیا تھا اسے مسلمانوں کی سیاسی تنظیم کا بنیادی اصول نہیں قرار دیا جاسکتا۔ پیغمبر اسلام کا اپنے جائے پیدائش مکہ سے ہجرت فرما کر مدینے میں قیام اور وصال غالباً اسی حقیقت کی طرف ایک مخفی اشارہ ہے۔"(۷)

اتحاد کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ہمارے ملّی اتحاد کا انحصار اس بات پر ہے کہ مذہبی اصول پر ہماری گرفت مضبوط ہو۔ جو نہی یہ گرفت ڈھیلی پڑی ہم کہیں کے نہ رہیں گے۔ ایک طرف اسلامیت خالصتاً ایک مجرّد تصور یعنی ذہنیت کی بنیاد پر قومیت کی تعمیر کرتی ہے دوسری طرف مغربیت ہے جس کے تصورِ قومیت کی روح ایک مادی شے یعنی ملک ہے۔"(۸)

مسلمانوں کی تہذیبی و علمی تاریخ اور ورثہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-20
ماخذ تحقیقی مجلّہ

"یہ توانا نسل (میں نسل اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اسلام نے ایک نسل ساز قوت کا کردار ادا کیا ہے) سیاسی توسیع کے ہمہ جاذب مشغلے میں پیہم منہمک رہی ہے تاہم مسلسل جدوجہد کے اس طوفانی دور میں بھی اس حیرت انگیز قوم نے بڑے بڑے تہذیبی کارنامے انجام دینے کے کافی مواقع نکال لیے ہیں۔ اس نے قدیم علوم کے مدفون خزانوں کو باہر نکالا اور محفوظ کیا۔ ان میں ٹھوس اضافے کیے۔ ایک منفرد نوعیت کا ادب تخلیق کیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک مکمل نظامِ قانون مرتب کیا جو ہمارے لیے مسلم فقہاء کا سب سے قیمتی ورثہ ہے۔"(۹)

فن اور فنکار کے متعلق بھی ان کے خیالات ملتے ہیں۔ مثلاً:

"فلسفہ، انسانی عقل کی خنک میں ٹھٹھرتے ہوئے تجربات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ شاعر آتا ہے اور اپنے سوزِ دل سے انہیں گرما کر واقعیت میں بدل دیتا ہے۔"(۱۰)

"قومیں شعرا کے دلوں میں جنم لیتی ہیں اور سیاست دانوں کے ہاتھوں میں پلتی اور مر جاتی ہیں۔"(۱۱)

غرض یہ ڈائری ان کے فکری ارتقاء اور نظریات پر اچھی روشنی ڈالتی ہیں۔ بقول ڈاکٹر جاوید اقبال:

"بیاض "افکارِ پریشان" میں اقبال نے متنوع موضوعات مثلاً آرٹ، فلسفہ، ادب، سائنس، سیاست اور مذہب وغیرہ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان اہم خیالات کے نقوش بھی ہیں جو بعد کے شاعرانہ کلام اور فلسفیانہ تصانیف میں تفصیل کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔ تاریخ انسانی میں ملتِ اسلامیہ کے مخصوص و منفرد مقصد پر اپنے ایمان اور قومی کردار کی تعمیر کے لیے موزوں نظامِ حکومت کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ کے نزدیک زندگی جہدِ پیہم کا نام ہے اس لیے تعلیم کا مقصد کشمکش حیات کی تیاری ہونا چاہیے نہ کہ تربیتِ دماغ۔ آپ بار بار قوت کی ضرورت اور قومی انسان کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہیں آپ کی رائے میں مسلمانوں کا زوال جزواً اس بات کا نتیجہ ہے کہ وہ غلامانہ اطاعت اور عجز و انکسار جیسی منفرد اور انفعالی قدروں کو نیکیاں سمجھ بیٹھے ہیں۔"(۱۲)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-20

جس قسم کے خیالات کا اظہار ”شذراتِ فکرِ اقبال “اور ”ملتِ اسلامیہ کا سیاسی اور اخلاقی نصب العین“ میں کیا ہے اسی قسم کے خیالات "ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر" میں بھی دیکھے جاسکتے ہیں یعنی اسلامی قومیت جس کی بنیاد توحید پر ہے نہ کہ جغرافیائی اشتراک پر، تاریخی روایات سے وابستگی، وطینت ایک مادی اصول، اتحاد و اتفاق کے لیے مذہب سے وابستگی، تہذیب، اسلامی آریائی اور سامی تہذیب کا امتزاج، معاشی حالت سدھارنے کے لیے صنعتی تعلیم کی ضرورت، اسلامی تشخص کی بقاء کے لیے اسلامی نظامِ تعلیم پر زور۔۔۔ وغیرہ“(۱۳)

چنانچہ اس مقالے میں قوموں کی حیات و موت پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے بعد ملتِ بیضا کی ہیئَتِ ترکیبی، اسلامی تہذیب و تمدن کی یکجہتی، اور مسلمانوں کی قومی ہستی کا تسلسل بر قرار رکھنے کے لیے کس قسم کے قومی کردار کی ضرورت ہے، قوم کی موجودہ عمرانی حرکت کے موضوعات بیان کیے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مسلمانوں اور دنیا کی دوسری قوموں میں اصولی فرق یہ ہے کہ قومیت کا اسلامی تصور دوسری اقوام کے تصور سے بالکل مختلف ہے۔ ہماری قومیت کا اصل اصول نہ اشتراک زبان ہے نہ اشتراکِ وطن نہ اشتراکِ اغراضِ اقتصادی، بلکہ ہم لوک اس برادری میں شامل ہیں جو جناب رسالت مآبؐ نے قائم فرمائی تھی۔ اقبال بیان کرتے ہیں کہ حیات و کائنات کے متعلق مسلمانوں کا ایک مخصوص عقیدہ ہے جس کی بنا مذہبی نظریہ پر ہے۔ اس لیے اسلام زمان اور مکان کی قیود سے مبرّا ہے اور جو تاریخی روایات ہم مسلمانوں کو ترکہ میں پہنچی ہیں وہ سب کے لیے یکساں ہیں۔ جو عصبیت اسلام پیدا کرتا ہے اس کی حیثیت محض ملّی پاسداری ہے۔ دوسری اقوام کو بزور تلوار زیرِ تسلّط لانا یا دوسرے مذاہب اور اس کے ارکان کو نفرت سے دیکھنا مقصود نہیں۔

اقبال کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں وطن پرستی کا جو خیال قومیت کے تصور سے پیدا ہوتا ہے ایک طرح سے مادی شے ہے جو سراسر اصول اسلام کے خلاف ہے۔ اقبال سمجھتے ہیں کہ توحید کا نکتہ جس پر ملتِ بیضا کی وحدت کا دارومدار ہے وہ اپنے مفہوم کے لحاظ سے عقلی نہیں بلکہ قومی ہے۔ مذہب کو فلسفۂ نظری بنانا بے سود ہے۔ لہٰذا اس پر مابعد الطبیعات کا اطلاق ہوتا ہے اسی لیے اسلامی اصول یا روایات کی اصطلاح میں خدا کی رسی ہمارے ہاتھ سے چھوٹی اور ہماری جماعت کا شیرازہ بکھرا۔ اسلامی تمدن کی یک رنگی کے بارے میں کہتے ہیں کہ اسلامی تمدن سامی اور آریائی تفکر و تخیل کے اختلاط کا ماحصل ہے۔ قومی ہستی میں شریک ہونے کے لیے ہر فرد کی قلبِ ماہیئت لازمی ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
**Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-20

قومی کردار سے متعلق تین قسم کے کردار یاTypesپیش کرتے ہیں ۔ تیمور ۔ بابر۔ جہانگیر ۔ عالمگیر۔ عالمگیر ان کے نزدیک برصغیر میں قومیت اسلامی کے بانیوں سے تھا۔ خالصتاً اسلامی کردار کا نمونہ تھا۔ ان کی رائے میں قومی سیرت کا وہ اسلوب جس کا سایہ عالمگیر کی ذات نے ڈالا ہے ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ ہے اور ہماری تعلیم کا یہ مقصد ہونا چاہیے کہ اس نمونے کو ترقی دی جائے اور مسلمان ہر وقت اس پیش نظر رکھیں ۔ اس کے بعد اقبال مسلمانوں میں سرکاری ملازمت کے علاوہ تجارت وصنعت کے فروغ، غریب مسلم عوام کی معاشی حالت سدھارنے کے لیے صنعتی تعلیم کو عام کرنے اور مسلم قوم کے اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے کے لیے ایک مرکزی اسلامی دائر العلوم کے قیام کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔ جہاں افرادِ قوم نہ صرف خاص قابلیتوں کو نشوونما دینے کا موقع حاصل کر سکیں بلکہ تہذیب کا وہ اسلوب یا سانچہ بھی تیار ہو سکے جس میں زمانہ موجودہ کے ہندوستانی مسلمانوں کو ڈھالنا ضروری ہے۔ (۱۴)

دیگر مضامین کی طرح:

> "اس مضمون کا مطالعہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ ایسے زمانے میں جب برصغیر کے بیشتر مسلم قائدین کا سیاسی فکر نہایت ہی تنگ دائرے تک محدود تھا اقبال نے قومیت اسلام کے اصول کی روشنی میں مسلمانوں کے سیاسی مسائل کا تجزیہ کیا اور ان کا حل پیش کیا۔" (۱۵)

تینوں مضامین کے مطالعے سے نہ صرف اقبال کے بنیادی موضوعات و تفکرات کی تصویر سامنے آتی ہے بلکہ ان میں موجود اشتراک کا پتہ بھی چلتا ہے۔ چنانچہ اس مرحلہ پر اقبال نے اپنا زور ملت کے احیاء اور قومیت اسلام کے تصور کی پیش رفت کی طرف رکھا ہے ۔ اجتہاد میں دلچسپی ۱۹۰۴ء میں " قومی زندگی "ہی سے ظاہر ہو گئی تھی ۔ اقبال کے نزدیک اسلام ایک حرکی مذہب ہے اسی لیے انہوں نے اپنے تصورِ حیات کی وضاحت اسلامی معاشرہ کے حرکی اصول پر کی ہے جس میں روایت، حال اور مستقبل سے تعلق رکھتی ہیں ۔ توحید اور رسالت ملتِ اسلامیہ کی وحدت اور بقاء کی ضامن ہے۔ اسی لیے اسلامی تمدن زمان ومکان کی زُنّاری سے آزاد ہے۔ مسلم معاشرہ کی مایوسی دور کرنے کے لیے قوت ضروری ہے اسی لیے انہوں نے خودی یا شخصیت کے احساس پر زور دیا۔ سیاست میں قانونِ الٰہی اور مساوات مسلم ریاست کا اصل اصول ہے۔ مسلم معاشرے کی تعمیر نو کے لیے مسلم کردار کی تعمیر ہونا ضروری ہے ۔ جس کی بناء پر وہ عالمگیر کی سیرت پر رکھتے ہیں ۔ معاشی مساوات کو مسلم معاشرے کی خرابیوں سے نجات کا وسیلہ سمجھتے ہیں ۔ مغربی وطینت کی مخالفت کرتے ہیں اور مسلمانوں کو خودی اور شخصیت کو مستحکم کر کے اقتدار حاصل

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-20

کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ انہیں تحریروں اور دیگر مضامین کا تجزیہ کرنے کے بعد جاوید اقبال نے آخر میں جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ نہ صرف ان تحریروں کے مشترک موضوعات کو سامنے لاتا ہے بلکہ افکار اقبال کی ایک واضح تصویر بھی پیش کرتا ہے۔ اسی لیے ان کے کچھ بیانات یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

> ''اقبال کی تحریروں کے مطالعے سے عیاں ہے کہ وہ ابتدا ہی سے مسلم فرد اور معاشرے کی تعمیرِ نو کے سلسلے میں بعض مخصوص خیالات رکھتے تھے۔۔۔ ان کے سامنے بحیثیت مجموعی مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ متضاد خیالات یا دوہرے معیار کا حامل تھا۔ جس کی روز مرہ زندگی کا اسلوب تو مغربی نظریات کے زیر اثر سیکولر یا لادین تھا مگر روایتاً وہ اسلام پر اپنے ایمان کا دعویٰ بھی کرتا تھا۔ تعلیم یافتہ مسلمانوں کے اذہان میں ایمان و عمل کی وحدت مفقود تھی بلکہ دونوں میں فاصلے نے دوئی کی صورت اختیار کر لی تھی اور اس ذہنی دوئی کے سبب معاشرہ بری طرح سے منافقت کا شکار تھا۔ اقبال ان کی ذہنی دوئی کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے۔ ان کے نزدیک مسلم فرد اور معاشرے کی تعمیر نو صرف مذہب کی روایتی تعبیر کے فروغ سے ممکن نہ تھی۔ وہ وقت کے جدید تقاضوں اور علوم کی بے انتہاء ترقی کے پیش نظر سے علم کلام اور فقہ کی از سرِ نو تدوین کے آرزو مند تھے اور اس کے ساتھ ہی اسلام اور علوم کی حیاتِ ذہنی کا ٹوٹا ہوا سلسلہ دوبارہ جوڑ کر صحیح معنوں میں اسلامی تمدن کے احیاء کے لیے کوشاں تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ مسلم تعلیمی اداروں میں سیرت کا وہ اسلوب یا ڈھانچہ تیار کیا جاسکے جو دورِ حاضر میں خالصتاً مسلم کردار کی تشکیل کے لیے مد ہو۔ بہر حال انہیں احساس تھا کہ ان کے خیالات بیشتر قدامت پسند یا روایت پرست علماء و صوفیاء کے لیے نا قابلِ قبول تھے مگر احیاء کے تقاضے کچھ ایسے تھے کہ ان کا برملا اظہار اشد ضروری تھا۔ پس ایک طرف تو مسلم فرد اور معاشرہ کی تعمیرِ نو کی خاطر ان کا منصوبہ خالصتاً عملی تجاویز پر مبنی تھا لیکن دوسری طرف وہ اس انسانِ کامل یا مردِ فرد کی جستجو میں لگے رہتے تھے جس نے اقبال کے مستقبل کے مثالی معاشرے کو وجود میں لانا تھا۔''[۱۶]

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-20



حوالہ جات

۱۔ (i) یہ مضمون "مقالات اقبال"، مرتبہ، عبد الواحد، سید میں خلاصے کے طور پر بعنوان "اسلام ایک اخلاقی خیال کی حیثیت میں" درج ہے، (لاہور، آئینہ ادب، ۱۹۸۸ء)، ص ۳۰۴

(ii) مزید ملاحظہ کیجیے، اقبال، علامہ، " اسلام کا اخلاقی اور سیاسی نصب العین" ترجمہ حواشی و تعلیقات مع مطالعہ متن، مترجم، ناصر، خالدہ جمیل، (لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۲۱ء)، صفحات ۲۱۰

۲۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، "زندہ دور"، (لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلی شرز ۱۹۸۹ء)، ص ۳۰۵

۳۔ اس بیاض کا ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی نے اُردو ترجمہ کیا اور مجلسِ ترقی ادب لاہور نے اِسے ۱۹۷۳ء میں شائع کیا۔

۴۔ اقبال، "شذراتِ فکرِ اقبال"، ترجمہ، افتخار احمد صدیقی، ڈاکٹر، (لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۳ ء)، ص ۱۳۲

۵۔ ایضا، ص ۱۳۶

۶۔ ایضا، ص ۷۸ تا ۲۶

۷۔ ایضا، ص ۸۳

۸۔ ایضا، ص ۸۶، ۸۵

۹۔ ایضا، ص ۱۳۷

۱۰۔ ایضا، ص ۱۴۹

۱۱۔ ایضا ص ۱۴۸

۱۲۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، "زندہ دور"، ص ۳۰۵ تا ۳۰۶

۱۳۔ اقبال، مقالات اقبال، مرتبہ، عبد الواحد، سید، ص ۱۵۴

۱۴۔ ملاحظہ کیجیے: جاوید اقبال، " زندہ رود" ، ص ۳۰۷ تا ۳۰۹

۱۵۔ اقبال، "مقالات اقبال" ، مرتبہ، عبد الواحد، سید، ص ۱۵۴ تا ۱۸۴

۱۶۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، "زندہ دور"، ص ۳۲۳